20907-آدم علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کتنے سال کا وقفہ ہے

سوال

آدم علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے درمیان کتنے سال کا وقفہ ہے ؟

پسندیدہ جواب

شریعت اسلامیہ نے اس فترہ کی کوئی تحدید نہیں کی کہ آدم اور محمد علیہما السلام کے درمیان کتنا وقفہ تھا بلکہ یہ بھی پتہ نہیں کہ آدم علیہ السلام کتنی مدت زندہ رہے اور ان کی عمر کتنی تھی ۔

لیکن بعض احادیث اور مختلف اثار کو جمع کرنے سے مدت کے اندازے تک پہنچا جا سکتا ہے لیکن یہ مکمل مدت نہیں بلکہ اس سے کچھ مدت کا اندازہ لگ سکتا ہے ، پھر یہ احادیث اور اثار کچھ تو صحیح ہیں اور کچھ میں اختلاف ہے ، اور کچھ مدت بچتی ہے جس کی تحدید کے بارہ میں کوئی اثار وارد نہیں ۔

جس میں صحیح دلائل وارد ہیں وہ یہ ہیں :

1 – نوح علیہ السلام کی تبلیغ کے متعلق اللہ تعالی کا فرمان کہ انہوں نے کتنی مدت تبلیغ کی ۔

اس کے بارہ میں اللہ تعالی کا فرمان ہے :

{تو وہ ان میں ہزار سے پچاس برس کم ٹھرے }. یعنی ساڑھے نوسو برس ۔

2 – عیسی اور ہمارے نبی محمد علیہما السلام کے درمیان مدت کے متعلق امام بخاری رحمہ اللہ الباری نے صحیح بخاری میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت بیان کی ہے وہ کہتے ہیں کہ عیسی علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان چھ سو برس کی مدت ہے ۔

اور جس مدت کے بارہ میں ایسی احادیث وارد ہیں جن کے صحیح ہونے میں اختلاف ہے :

3 – آدم اور نوح علیہم السلام کے درمیان مدت :

ابو امامہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا آدم علیہ السلام نبی تھے ؟ تو انہوں نے جواب دیا جی ہاں وہ نبی مکلم تھے ، وہ شخص کہنے لگا ان کے اور نوح علیہما السلام کے درمیان کتنی مدت کا وقفہ تھا ؟ تو انہوں نے فرمایا دس صدیاں ۔

اسے ابن حبان نے صحیح ابن حبان (69/14) اور امام حاکم نے مستدرک حاکم (262/2) میں روایت کیا ہے اور امام حاکم نے اسے صحیح اور مسلم کی شرط پر کہا ہے ، اور امام ذہبی نے بھی اس کی موافقت کی ہے ، اور ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی نے البدایۃ والنھایۃ (94/1) میں کہا ہے کہ یہ مسلم کی شرط پر ہے اور انہوں نے روایت نہیں کیا ۔

4 – نوح اور ابراھیم علیہما السلام کی درمیانی مدت :

اس کی دلیل ابوامامۃ ہی کی حدیث ہے جس میں ہے کہ اس شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ نوح اور ابراھیم علیہما السلام کے درمیان کتنی مدت کا وقفہ تھا ؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ہزار برس ۔

اسے امام حاکم رحمہ اللہ تعالی نے مستدرک (288/2) میں نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ یہ مسلم کی شرط پر ہے لیکن انہوں نے اسے روایت نہیں کیا، اورامام طبرانی نے معجم الکبیر (8/118) میں روایت کیا ہے، اس حدیث کے بعض راویوں پر ضعیف ہونے کے بارہ میں کلام کی گئ ہے اورعلامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے شواھد کی بنا پر اسے صحیح قرار دیا ہے ۔

اوروہ جس میں بعض اثار وارد ہوئے ہیں :

5– موسی اور عیسی علیہما السلام کی درمیانی مدت کا وقفہ :

امام قرطبی رحمہ اللہ تعالی کا کہنا ہے کہ : اس مدت میں اختلاف ہے ، محمد بن سعد نے اپنی کتاب "الطبقات" میں ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے نقل کیا ہے کہ موسی بن عمران اور عیسی بن مریم علیہما السلام کے درمیان ایک ہزار سات سو سال کی مدت ہے لیکن ان کے درمیان کوئ وقفہ نہیں بلکہ ان دونوں کی درمیانی مدت میں بنی اسرائیل میں ایک ہزار نبی بھیجے گئے یہ ان کے علاوہ ہیں جو دوسروں میں بھیجے گئے ، اور عیسی اور نبی علیہما السلام کی پیدائش کے درمیان پانچ سو ننانوے برس کی مدت ہے ۔ تفسیری قرطبی (6/121) ۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں : اہل نقل کا اس پر اتفاق ہے کہ یھودیوں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی درمیانی مدت دوہزار برس سے بھی زیادہ تھی اور نصاری کی مدت اس سے چھ سو برس ۔ فتح الباری (449/4) ۔

تومندرجہ بالا آیات واحادیث اوراثارواقوال کو دیکھتے ہوئے جو صحیح ہوا سے ہم معین مدت کی تحدید میں قبول کریں گے ۔

لیکن آدم اور محمد علیہما السلام کی درمیانی مدت کی اجمالی طورپر تحدید بالجزم اور یقینی طور پر کرنا وہ اس میں اضافہ ہوگا جو کچھ اوپر بیان ہوچکا ہے وہ کچھ امور پر موقوف ہے جس میں کچھ یہ ہیں :

–قرن کی تحدید میں علماء کرام کا اختلاف کہ آیا وہ سو برس ہوتے ہیں کہ کہ ایک نسل پر محیط ہے ، اگر تو یہ صحیح ہو کہ اس سے مراد نسل ہے تو اس وقت کے لوگوں کی عمر سے یہ ثابت ہے کہ یہ قرن نوح علیہ السلام کی عمر کا ایک جزء ہے جو کہ انہوں نے دعوت الی اللہ میں بسر کی اور ہمیں اس کا تو علم نہیں کہ اس نسل کی متوسط عمریں کتنی ہوتی تھیں ۔

–ابراھیم اور موسی علیہما السلام کی درمیانی مدت کی سالوں مین تحدید کے متعلق کسی نص کا وارد نہ ہونا ۔

اورباقی یہ ہے کہ ان جیسے امورمیں بالجزم کہنا اوران جیسے امورمیں بحث کرنا کوئ ایسا کام نہیں کہ جس سے اللہ تعالی کی عبادت ہوتی ہو اور اللہ تعالی نے ہمیں اس کے کرنے کا حکم دیا ہے اور نہ ہی اس پر عمل کرنا ضروری ہے بلکہ ہمیں اس کے بارہ میں اللہ تعالی کا یہ فرمان کافی ہے :

{**اور عادیوں اور ثمودیوں اور کنوئیں والوں کو اوران کے درمیان کی بہت سی امتوں کو (ہلاک کردیا)**} الفرقان (38) ۔

تو انسان پر یہ ضروری ہے کہ وہ ان انبیاء ورسل کی اقتدا اور پیروی کرے اوران کے طریقے پر چلے کیونکہ ان کے اوران کی سیرت کی ذکر کا مقصد ہی یہی ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا :

{**یہی وہ لوگ جنہیں اللہ تعالی نے ھدایت دی ہے تو آپ بھی ان کے طریقے پر چلیئے**} الانعام (90) ۔

واللہ تعالی اعلم .